نے اس سے کہا کہ وہ اصل زر کو اپنے پاس رکھے اور سود کا آدھا روپیہ چین بسپا کو دے۔ ویر بھدر پا کو اس معاملہ سے کچھ لینا دینا نہ تھا تاہم جب یہ باتیں کر رہے تھے تو ویر بھدر پا اور چین بسپا آپس میں لڑتے ہوئے وہاں پہنچے۔ میں نے ان کو اطمینان دلانے کی ہر ممکن کوشش کی اور گوری کے خواب کے بارے میں بھی ان کو بتایا۔ ویر بھدر پا آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اس نے چین بسپا کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی دھمکی دی۔ آخر الذکر ڈر جانے والا تھا۔ اس لیے اس نے میرے پاؤں پکڑ کے اپنی حفاظت کی درخواست کی۔ میں نے اسے اس کے دشمن سے بچانے کا وعدہ کیا۔ کچھ وقت کے بعد ویر بھدر پا مر گیا اور اس نے سانپ کی صورت میں جنم لیا۔ چین بسپا نے مرنے کے بعد مینڈک کی صورت میں جنم لیا۔ چین بسپا کے ٹرانے کی آواز سن کر مجھے اپنا وعدہ یاد آیا۔ اور میں نے یہاں آکر اسے بچاتے ہوئے اپنا وعدہ پورا کیا۔ بھگوان خطرے کی صورت میں اپنے بھگتوں کی مدد کرنے کے لیے دوڑا آتا ہے۔ اس نے مجھے یہاں بھیج کر چین بسپا (مینڈک) کو بچایا۔ یہ ساری خدائی کرامات یا اس کا کھیل ہے۔

اخلاقی سبق:-

اس کہانی سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ انسان جو بوتا ہے وہ اسے کاٹنا پڑتا ہے۔ اور جب تک انسان اپنے کیے کی تلافی نہیں کر لیتا اور اپنے قرض کو چکا نہیں دیتا۔ اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ روپے کا لالچ انسان کو گراوٹ کی نچلی سطح تک کھینچ لاتا ہے۔ بالآخر اس کے لیے اور دوسروں کے لیے تباہی کا سبب ہوتا ہے۔

بھاگ رہا تھا۔ اور اسے حاصل کرنے کے لیے مجھ سے مدد کرنے کے لیے کہتا رہتا۔ کیوں کہ وہ اب ایک شادی شدہ انسان تھا۔

بڑی عجیب وغریب باتیں ہوئیں۔ قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ گوری کی خوش قسمتی کی وجہ سے زمین کی مانگ بہت بڑھ گئی۔ اور عطیے کے طور پر دی گئی زمین ایک لاکھ روپے (100 گنا قیمت پر) کی قیمت پر فروخت ہو گئی۔ آدھی قیمت نقد ادا کی گئی۔ باقی کی رقم 2000 روپے فی قسط کے حساب سے پچیس قسطوں میں ادا کرنا مقصود تھی۔ اس سودے پر سب نے اتفاق کیا۔ لیکن روپے کے معاملے میں سب نے جھگڑنا شروع کیا۔ وہ مشورے کے لیے میرے پاس آئے۔ میں نے انھیں بتایا کہ جائیداد خدا کی ہے اور وہ پجاری کی تحویل میں دی گئی ہے جس کی واحد وارث گوری ہے۔ اس لیے یہ پیسہ بھی اس کی مرضی کے بغیر خرچ نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس کے خاوند کا اس جائیداد پر کوئی حق نہیں ہے۔ میری رائے سن کر ویر بھدرپا مجھ سے ناراض ہو کر کہنے لگا کہ میں گوری کے حق میں اس کی حمایت کر رہا ہوں کہ اس کی جائیداد ہڑپ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے الفاظ سن کر میں نے خدا کو یاد کیا اور خاموش رہا۔ ویر بھدرپا نے اپنی بیوی سے گالی گلوچ کیا جس کی وجہ وہ دوپہر کے وقت میرے پاس آئی اور التجا کرتے ہوئے کہنے لگی کہ میں اس کے الفاظ کا برا نہ مناؤں اور اس وجہ سے اس کو چھوڑ نہ دوں کیوں کہ وہ میری بیٹی ہے۔ اس نے چوں کہ میری حفاظت چاہی اس لیے میں نے اس سے عہد کیا کہ میں اس کی مدد کے لیے سات سمندر پار جاؤں گا۔ اس رات کو گوری نے ایک خواب دیکھا۔ مہادیو نے اس کے خواب میں نمودار ہو کر کہا سارا روپیہ تمہارا ہے۔ اس میں سے کسی کو کچھ نہ دو۔ اس میں کچھ روپیہ چین بسپا کے مشورے سے مندر کی تعمیر پر خرچ کرو اور اگر تم اس کو کسی اور مقصد کے لیے صرف کرنا چاہتی ہو تو مسجد میں جا کر بابا سے مشورہ کرو۔ گوری نے مجھے اپنے خواب کے بارے میں بتایا۔ اور میں نے اس سے مناسب مشورہ کیا میں

دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کی کم قیمت لگاتے ہوئے زیورات کو ایک ہزار روپے میں خود خرید کر اس کے عوض میں بنجر زمین کا ایک ٹکڑا مندر کے نام کر دیا۔ بیوی نے اس بات کو مان لیا۔ یہ میدان یا زمین بھی اس کی اپنی نہیں تھی۔ یہ ایک غریب عورت جس کا نام دُبکی تھا کی ملکیت تھی۔ چناں چہ چالاک کنجوس نے سب کو دھوکہ دیا۔ یہ زمین بنجر، بے کاشت اور بے کار تھی جس سے اچھے موسم میں بھی کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔ چناں چہ یہ سودا ختم ہوا اور وہ زمین غریب پجاری کی تحویل میں دی گئی جو اس عطیے کو پا کر بہت خوش تھا۔ کچھ عرصہ بعد عجیب و غریب بات ہوئی۔ ایک شدید نوعیت کا طوفان باد و باراں نمودار ہوا۔ اس کنجوس کے گھر پر بجلی گری جس میں وہ اور اس کی بیوی دونوں مارے گئے دُبکی کی بھی موت ہو گئی۔

دوسرے جنم میں وہ کنجوس امیر متھرا کے ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوا اور اس کا نام ویر بھدر پار کھا گیا۔ اس کی بیوی مندر کے پجاری کے ہاں بیٹی کے طور پر پیدا ہوئی اور اس کا نام گوری رکھا گیا۔ دُبکی جس نے زمین رہن رکھی تھی مرد کے روپ میں مندر کے ایک خدمت گار گورو کے ہاں پیدا ہوئی اور اس کا نام چین بسپار کھا گیا۔ وہ پجاری میرا دوست تھا اور وہ اکثر میرے پاس آ کر گپ شپ کرتا اور تمباکو پیتا۔ اس کی بیٹی گوری بھی میری بھگت تھی۔ وہ بڑی جلدی جوان ہوتی جا رہی تھی اور اس کا باپ اس کے لیے ایک اچھے خاوند کی تلاش میں تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ پریشان نہ ہو دولہا خود اسے تلاش کرتا ہوا آئے گا۔ تب ایک غریب نوجوان جس کا نام دیر بھدر پا تھا اور انھیں کی ذات سے تعلق رکھتا تھا بھٹکتا اور بھیک مانگتا ہوا پجاری کے گھر پہنچا۔ میری مرضی کے مطابق گوری کی شادی اس نوجوان سے کرا دی گئی۔ اس نئی زندگی میں بھی وہ روپے کے پیچھے ہی بھاگ رہا تھا۔ پہلے وہ بھی میرا ہی بھگت تھا۔ کیوں کہ میں نے ہی اس کی شادی گوری سے کرائی تھی۔ اس نئی زندگی میں بھی وہ روپے کے پیچھے ہی

بھی خرچ نہ کیا۔ اس کی زبان بہت میٹھی تھی اور وہ کام کی دھیمی اور سست رفتاری کے بارے میں مناسب جواز گھڑنے میں بڑا ہوشیار تھا۔ لوگوں نے ایک بار پھر اس کے پاس جا کر کہا کہ جب تک وہ خود مدد نہیں کرے گا اور ہر طرح کی کوشش کرے گا، کام مکمل نہیں ہوگا۔ انھوں نے اس سے کوئی منصوبہ بنانے کی درخواست کی اور مزید چندہ جمع کر کے اسے بھیجا۔ اس نے اسے قبول کر لیا لیکن اسی طرح خاموش بیٹھا رہا، جس طرح پہلے سے خاموش بیٹھا تھا۔ کام میں بھی کوئی بہتری نہ ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد بھگوان "مہادیو" نے اس کی بیوی کے خواب میں نمودار ہو کر اس سے کہا "تم کھڑی ہو جاؤ اور مندر کا گنبد تعمیر کرو میں تم کو اس سے 100 گنا دوں گا جتنا تم خرچ کرو گی"۔ اس نے یہ خواب اپنے خاوند سے بیان کیا۔ وہ ڈر گیا کہ اسے اس کے لیے کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔ اس نے اس بات کو یہ کہہ کر مذاق میں اُڑا دیا کہ یہ محض ایک خواب تھا جس پر نہ تو یقین کرنا چاہئے اور نہ عمل ورنہ بھگوان نے اس کے خواب میں نمودار ہو کر اس سے یہ بات کیوں نہ کی۔ کیا وہ اس (بیوی) سے دور تھا یہ ایک برا خواب لگتا ہے۔ جس کا مقصد اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان دراڑ پیدا کرنا ہے بیوی کو خاموش رہنا پڑا۔

خدا لوگوں کی مرضی کے خلاف ان سے لیے گئے بھاری عطیات کو پسند نہیں کرتا وہ ان چھوٹی چھوٹی رقومات کو زیادہ پسند کرتا ہے جو خوشی، محبت پوری لگن کے ساتھ دی جاتی ہیں۔ کچھ دن کے بعد بھگوان نے ایک بار پھر بیوی کے خواب میں نمودار ہو کر کہا: "تم اپنے خاوند کی اور اس کے پاس جمع رقومات کی پرواہ مت کرو۔ مندر کے لیے کچھ بھی خرچ کرنے کے لیے اس پر زور مت ڈالو۔ میں صرف احساس اور لگن چاہتا ہوں۔ اس لیے اگر تم چاہتی ہو تو اس میں سے کچھ بھی دے دو جو تمہارا اپنا ہے" اس نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا اور بھگوان کو وہ زیورات دینے کا فیصلہ کیا جو اسے اس کے باپ کی طرف سے ملے تھے۔ کنجوس پریشان ہو گیا اور اس نے اس مد میں بھگوان کو بھی دھوکہ

دوبارہ چلم پینے کے بعد ہم وہاں گئے۔ وہ گھبرایا ہوا تھا اس لیے مجھے جانے سے منع کرنے لگا۔ کہیں سانپ ہم پر حملہ نہ کردے۔ اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میں نے آگے بڑھ کر ان کو یوں مخاطب کیا:۔

"اودیر بھدرپا کیا تمہارے دشمن بسپا نے ابھی تک اپنے گناہوں پر اظہار افسوس نہیں کیا ہے۔ گو وہ اب مینڈک کے طور پر پیدا ہوا ہے اور تم بھی جواب سانپ کے طور پر پیدا ہوئے ہو اب بھی اس سے شدید دشمنی کا جذبہ رکھتے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہئے۔ اب اس دشمنی کو ختم کر کے امن سے رہو"۔

یہ الفاظ سن کے سانپ نے مینڈک کو چھوڑا۔ مینڈک نے دریا میں ڈبکی لگائی اور غائب ہو گیا۔ سانپ نے بھی چھلانگ لگائی اور جھاڑیوں میں چھپ گیا۔

مسافر بہت حیران تھا اس نے کہا کہ اسے سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح سانپ نے مینڈک کو آزاد کر دیا اور خود غائب ہو گیا۔ یہ ویر بھدرپا کون تھا؟ اور بسپا بھی کون تھا؟ اور ان کی دشمنی کی کیا وجہ تھی۔ میں اس کے ساتھ پیڑ کے تنے کے پاس لوٹ آیا اور دو چار کش اور لینے کے بعد میں نے اس ساری کہانی کا راز اس پر اس طرح عیاں کیا:۔

جہاں میں رہتا تھا وہاں سے کوئی چار پانچ میل دور ایک قدیم مقدس جگہ تھی، جس کی تقدیس کا باعث مہادیو کا ایک مندر تھا۔ مندر قدیم اور ٹوٹا ہوا تھا۔ وہاں رہنے والے لوگوں نے اس مندر کی مرمت کے لیے روپیہ جمع کیا۔ بہت سارو پیہ جمع ہونے کے بعد پوجا کے انتظامات کیے گئے اور مرمت کے تخمینہ جات بھی تیار کیے گئے۔ ایک مقامی امیر آدمی کو خزانچی مقرر کر کے مرمت کا کام اس کے سپرد کیا گیا۔ اسے روزانہ خرچے کا حساب کتاب رکھنے کے ساتھ ہی ساتھ ہر کام بڑی ایمانداری سے کرنا تھا۔ وہ ایک نمبر کا کنجوس تھا اور مرمت کے کام پر بہت کم خرچ کرتا جس سے کام کی رفتار بہت دھیمی تھی۔ اس نے سارا روپیہ خرچ کر دیا کچھ خود ہڑپ کر گیا اور اپنی جیب سے کچھ

سانپ اور مینڈک

"ایک صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں چہل قدمی کرتے ہوئے ایک چھوٹے دریا کے کنارے پہنچ گیا چوں کہ میں تھکا ہوا تھا اس لیے میں نے وہاں بیٹھ کر اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے اشنان کیا جس سے میں تروتازہ محسوس کرنے لگا۔ وہاں ایک پگڈنڈی اور بیل گاڑی کا راستہ بھی تھا جس پر گھنے سایہ دار پیڑوں کا سایہ تھا۔ نسیم صبح بھی دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔ جیسے ہی میں چلم پینے کی تیاری کر رہا تھا میں نے مینڈک کے ٹرانے کی آواز سنی۔ میں پتھر کو رگڑ کر آگ جلانے کی کوشش کر رہا تھا جب ایک مسافر وہاں پہنچ گیا۔ میرے قریب بیٹھ کر اس نے مجھے سلام کرتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں اپنے گھر چل کر کھانا کھانے اور آرام کرنے کی دعوت دی۔ اس نے چلم جلا کر مجھے دی۔ مینڈک کے ٹرانے کی آواز پھر سنائی دی اور اس نے جاننا چاہا کہ یہ کیا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ ایک مینڈک مشکل میں تھا اور وہ اپنے کرم کا کڑوا پھل دیکھ رہا تھا۔ ہمیں اپنے پچھلے جنموں کا پھل بھوگتا ہی پڑتا ہے اور اس کے لیے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس نے بھی چلم کا کش لیا ار پھر اسے میرے حوالے کرتے ہوئے بولا کہ میں خود جا کر اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے بتایا کہ مینڈک کو بڑے سانپ نے پکڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے چلا رہا ہے۔ اپنے پچھلے جنموں میں یہ دونوں بہت بڑے اور خراب تھے اور اب ان اعمال کا پھل اپنے موجودہ جسموں کی صورت میں کاٹ رہے ہیں۔ اس نے جا کر خود دیکھا کہ ایک بڑے سانپ نے ایک بڑے مینڈک کو منہ میں پکڑ رکھا تھا۔ اس نے واپس آکر بتایا کہ دس بارہ منٹ میں وہ سانپ اس مینڈک کو نگل جائے گا۔ میں نے کہا" نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں اس کا باپ (محافظ) ہوں اور اب میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ میں سانپ کو کیسے نگلنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ کیا میں ایسے ہی آیا ہوں۔ دیکھتے رہو میں اسے کس طرح آزاد کراتا ہوں"۔

انتالیسواں باب

باباکی یادداشت

[ویر بھدرپپا کی کہانی اور چین بسپا (سانپ اور مینڈک]

پچھلے باب میں دو بکریوں سے متعلق باباکی یادداشتوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے جن میں سے ایک کا تعلق ویر بھدرپااور چین باسپاکی کہانی سے ہے۔

ابتدائیہ

سائی کی مورت بہت مقدس و مبارک ہے۔ اگر ہم اس پر ایک نظر ڈالیں تو پچھلے کئی جنموں کے دکھ ختم ہو جائیں گے۔ اور ہمیں انتہائی خوشی عطا کرے گی۔ اور اگر بابا ہمارے کرم کے مطابق ہم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہماری کرم کی زنجیر یکدم ٹوٹ جاتی ہے جو ہمیں مسرت و شادمانی تک لے جاتی ہے۔ گنگا ان لوگوں کے گناہوں اور گندگی کو دھوڈالتی ہے جو اس میں اشنان کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ لیکن وہ بڑی شدت سے یہ خواہش کرتی ہے کہ سنت اور صوفی اس کے پاس آئیں تاکہ ان کے قدموں کو چھو کر اس کے اندر جمع گندگی دور ہو جائے۔ وہ جانتی ہے کہ گناہوں کی یہ گندگی صرف کسی سنت یا صوفی کے مقدس قدموں سے ہی دور ہو سکتی ہے۔ سائی بابا سارے سنتوں اور صوفیوں کا سر تاج ہیں۔